باب **5**

تعلّم (Learning)

سوال: تعلّم بذریعہ بصیرت اور تعلّم بذریعہ عمل پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔ (لاہور بورڈ 2009ء)

☜ تعلّم بذریعہ عمل سے کیا مراد ہے؟ اس طریقہ تعلّم کے اقدامات تحریر کر کے مثالیں دے کر ان کی وضاحت کیجئے؟

جواب

تعلّم بذریعہ عمل کا مفہوم

تعلّم بذریعہ عمل دراصل طریقۂ تدریس کا عملی طریقہ ہے۔ اس طریقۂ تدریس میں نصابی اور درسی کتب پڑھانے کے ساتھ ساتھ عملی طریقے سے بھی طلبا کو تعلیم فراہم کی جاتی ہے۔ عمل کو ہماری روزمرہ کی زندگی میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں جس میں عمل شامل نہ ہو۔ بقول علامہ اقبال

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

عام مشاہدہ ہے کہ اگر طالب علم کوئی کھیل سیکھنا چاہے تو یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب وہ عملی طور پر اس کھیل میں حصہ لے گا۔ اگر وہ خوش خطی سیکھنا چاہے تو اسے بار بار عملی طور پر لکھنا ہوگا، تبھی اس کا خط درست ہوگا۔ فرد کو تقریر کرنا اسی وقت آئے گا جب وہ سٹیج پر کھڑا ہو کر تقریر کرے گا اور مجلس کو باقاعدہ مخاطب کرے گا۔ مہارتیں اسی وقت آئیں گی اور تعلّم کا حصہ بن سکیں گی جب وہ ان مہارتوں پر کام کرے گا۔ زندگی میں انسان جن تجربات سے گزرتا ہے، وہی تجربات اس کے تعلّم کا حصہ بن جاتے ہیں۔ تعلّم بذریعہ عمل میں بعض دوسرے طریقے بھی استعمال میں آتے ہیں۔ عمل کے دوران بچہ غلطیاں کرتا ہے۔ ان غلطیوں کو دور کرنے کے لیے وہ اس کام کو دوبارہ صحیح انداز سے کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ عملی طریقۂ تعلّم کے ذریعے عموماً وہی تعلّم حاصل ہوتا ہے جس کا تعلق مہارتوں سے ہو۔ تاہم دیگر تعلّم میں بھی یہ مددگار ہوتا ہے۔ مہارتوں پر مکمل عبور صرف اسی وقت ممکن ہے جب کسی فرد نے انہیں عملی طور پر انجام دیا ہو۔ ورنہ ایسا تعلّم بے معنی اور فضول ہوگا اور محض وقت کا ضیاع ہوگا۔

طریقۂ تعلیم کے اقدامات:

تعلّم بذریعہ عمل کے سلسلے میں فرد کو عام طور پر مندرجہ ذیل اقدامات کرنا ہوتے ہیں:

(i) مناسب اور درست فیصلہ: سب سے پہلے فرد یہ طے کرتا ہے کہ وہ کیا حاصل کرنا چاہتا ہے؟ اس کو کون سی مشکل درپیش ہے؟ وہ کیا عمل حاصل کرنا چاہتا ہے؟ کیا اس کے لیے کوئی علم حاصل کرنا ضروری ہو گیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ نہایت اہم مرحلہ ہوتا ہے، کیونکہ ایک بار کیا گیا غلط فیصلہ زندگی بھر کا روگ بن جاتا ہے۔ لہٰذا یہ قدم اٹھانے کے لیے نہایت ہی پرسکون اور تحمل مزاجی سے فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً میٹرک کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد طالب علم کو یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، بزنس مین وغیرہ میں سے کیا بننا چاہتا ہے؟ کوئی بھی پیشہ اختیار کرنے میں اسے کون سے مشکلات کا سامنا ہے۔ کیا وہ مالی طور پر اتنا مستحکم ہے کہ جو تعلیم وہ حاصل کرنا چاہتے ہے اس کے اخراجات برداشت کر پائے گا، یا نہیں۔ کوئی مخصوص پیشہ اختیار کرنے کا اس کا کیا مقصد ہے؟ آیا کہ وہ ڈاکٹر پیسہ کمانے کے لیے بننا چاہتا ہے یا انسانیت کی خدمت کرنے کے لیے بننا چاہتا ہے؟

(ii) عملی اقدامات: اس مرحلہ میں ہر فرد غور کرتا ہے کہ مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اسے کون سے عملی اقدامات اٹھانا ہوں گے؟ مثلاً ایک فرد کھیلوں کا شعبہ اختیار کرنا چاہتا ہے اور وہ ایک پیشہ ور کرکٹر بننا چاہتا ہے تو اسے اپنی روایتی تعلیم کا سلسلہ عملی طور پر بند کرنا پڑے گا۔ کھیلوں میں حصہ لینے

کے لیے عملی طور پر اپنے والدین اور گھر والوں سے دور دوسرے شہروں میں جانا پڑے گا۔ عملی طور پر وہ اس کے اخراجات کیسے برداشت کرے گا۔

(iii) موزوں ترین قدم کا انتخاب: فرد کے سامنے مختلف اقدامات ہوتے ہیں۔ فرد مختلف اقدامات میں سے موزوں ترین قدم یا اقدام منتخب کرتا ہے۔ فرد اپنے تمام اقدامات کا جائزہ بڑے ٹھنڈے دماغ اور تحمل سے لیتا ہے۔ اس کے بعد وہ درست فیصلہ کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ ایک فرد کے سامنے مختلف راستے ہوتے ہیں اب اس نے عملی طور پر ایک راستے یا اس کے حصول کے لیے مختلف راستوں کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔

(iv) عملی طور پر کام کا آغاز: اب فرد اس موزوں ترین قدم یا اقدام کا آغاز کر دیتا ہے جس کا انتخاب اس نے کیا ہوتا ہے۔ وہ کام خواہ عملی نوعیت کا ہو یا مہارت کا۔ اس کام کے ذریعے وہ طے کر لیتا ہے کہ موزوں قدم (کام کا طریقہ) آئندہ کام آئے گا یا نہیں۔ کامیابی کی صورت میں وہ نتیجہ اس کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ تاہم ناکامی کی صورت میں بھی وہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس کام میں موجود غلطیوں کو دور کر کے نیا علم نئی مہارتیں اور نئے رویے اپنا سکے۔ اگر کوئی فرد اچھا کھلاڑی بننا چاہتا ہے تو وہ عملی طور پر کھیلوں میں حصہ لینا شروع کر دیتا ہے۔ اگر کوئی فرد ڈاکٹر بننا چاہتا ہے اور ایف ایس سی کے بعد میڈیکل کالج میں داخلہ لینے میں ناکام ہو جاتا ہے تو وہ اپنی غلطیوں سے سیکھتا ہے اور اس سے متعلقہ کوئی دوسرا شعبہ اختیار کرنے کا قدم اٹھاتا ہے۔ تعلّم بذریعہ عمل کے دوران فرد سعی و خطا سے سیکھتا ہے۔ عملی طریقۂ تعلیم سیکھنے اور آئندہ کے تجربات کے لیے "مضبوط" بنیادیں فراہم کر دیتا ہے۔

سوال: قانون تاثیر کی مثالیں دے کر وضاحت کیجیے۔

جواب

قانونِ تاثیر کا مفہوم اور وضاحت

تاثیر سے مراد یہ ہے کہ ایک کامیابی اگلی کامیابیوں کے لیے جوش و جذبہ پیدا کرتی ہے جب کہ ناکامی سے جوش و جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔ استاد کا فرض ہے کہ طالب علم کی ناکامی پر اسے جھڑکنے یا ڈانٹنے کی بجائے پیار سے اس کی اصلاح کرے ورنہ وہ بار بار کی حوصلہ شکنی سے تعلیم سے بد دل ہو جائے گا۔ اس قانون کے مطابق تعلّم کے عمل اور اس کے نتیجے میں گہرا تعلق ہے۔

اس قانون سے مراد ہے کہ تعلّم کے سلسلے میں کام کرنے والے پر جیسے اثرات مرتب ہوں گے، تعلّم بھی ویسا ہی ہوگا۔ اگر کام کے نتائج خوشگوار صورت میں ظاہر ہوں تو تعلّم پختہ ہوتا جائے گا جب کہ تکلیف دہ صورتِ حال کے نتیجے میں بچہ اس کام کو کرنے سے گریز کرے گا۔ یوں تعلّم پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ مہیج اور ردِّ عمل میں ربط کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس عمل میں فرد کو خوشی اور اطمینان ملتا ہے یا تکلیف پہنچتی ہے۔

ہم اپنی روزمرہ زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ بچے یا تو خوشی خوشی مدرسے جاتے ہیں یا پھر روتے، چیختے، چلاتے۔ اس کی وجہ بھی دراصل بچے کے وہ تجربات ہیں جو انہیں یا تو خوشی اور مسرت سے ہم کنار کرتے ہیں یا پھر ان کے لیے تکلیف کا باعث ہوتے ہیں۔ جو بچہ روتا، چیختا اور چلاتا مدرسے جاتا ہے، ہوسکتا ہے اس کے ساتھ اس کے استاد کا سلوک سخت ہو۔ تعلّم کے اس عمل میں دو صورتیں پیش آ سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ بچے کو کوئی کام کر کے خوشی ملتی ہو۔ اس کا کوئی مقصد پورا ہوتا ہو۔ کام کر کے بچے کو لذت محسوس ہوتی ہو۔ دوسری صورت میں بچے کو وہ کام اچھا نہ لگے۔ اس کام سے یا اس کام کے دوران کوئی تکلیف دہ واقعہ پیش آئے۔ کام میں رکاوٹیں پیش آئیں تو تعلّم دیرپا نہیں ہوگا۔ مثال کے طور پر بعض بچے استاد کی سزا سے بچنے کے لیے بھی کام کو اچھے طریقے سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس میں بھی ایک مثبت پہلو ہے یعنی سزا سے بچنا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ استاد کی سزا بچے میں باغیانہ کیفیت پیدا کر دے۔ یوں تعلّم پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ اس کے برعکس بہتر اثرات اور خوشگوار پر مسرت نتائج کی صورت میں تعلّم کی رفتار تیز ہو جائے گی۔ ایسا تعلّم دیرپا، مستحکم اور مضبوط ہوگا۔

جب کسی بچے کو اس کی کارکردگی پر شاباش دی جائے تو تعلّم مثبت ہوتا ہے اور اگر طالب علم کو اس کی محنت کا صلہ نہ ملے تو اس کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے جس سے تعلّم فراموشی کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ اگر ہماری قومی کرکٹ ٹیم کوئی میچ جیت جائے تو اس کے حوصلے بلند ہو جاتے ہیں اور باقی میچوں میں بھی اچھی کارکردگی دکھاتی ہے لیکن اگر شروع میں ہی اس کی کارکردگی حوصلہ افزا نہ ہو تو وہ باقی کے تمام میچ بھی ہار جاتی ہے۔

جو طالب علم اپنی جماعت میں اچھی پوزیشنز لیتے ہیں وہ ہمیشہ اسے برقرار رکھتے ہیں اور ان کی کارکردگی بہتر سے بہتر ہوتی جاتی ہے۔ اس کے برعکس ناکامی طلبا کو مایوس کر دیتی ہے لہٰذا استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ دورانِ تدریس قانونِ تاثیر کا خاص خیال رکھے اور طلبا کی کارکردگی کو بہتر

بنائے۔

سوال: تعلّم پر انداز ہونے والے عوامل بیان کیجیے۔ کسی عامل (Factor) کو تفصیل سے بیان کیجیے۔ (فیصل آباد بورڈ 2016ء)

جواب:

تعلّم/آموزش پر اثر انداز ہونے والے عوامل
Factors Influencing Learning

تعلّم کا سادہ سا معنی ہے سیکھنا۔ تعلّم یا آموزش ایک ایسا عمل ہے جس پر مختلف عوامل اثر انداز ہوتے ہیں اور اس پر مثبت یا منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ان عوامل کی بدولت تعلّم زیادہ یا کم موثر ہوسکتا ہے۔ یوں تو تعلّم پر سینکڑوں عوامل اثر انداز ہوتے ہیں لیکن ان میں سے چند دہ عوامل جو تعلّم کو براہ راست متاثر کرتے ہیں، درج ذیل ہیں:

1- ذہانت (Intelligence): ذہانت سے مراد پیدائشی ذہنی استعداد یا فطری قابلیت ہے جسے بروئے کار لا کر انسان مختلف علوم و فنون سیکھتا ہے یا مختلف مسائل کا حل تلاش کرتا ہے۔ ذہانت ایک خداداد صلاحیت ہے اور یہ تعلّم کو سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے۔ یوں تو عمر کے ساتھ ساتھ ہر بچے کی ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن یہ اضافہ ہر بچے میں مختلف شرح سے ہوتا ہے۔ یعنی اگر ایک ہی کلاس اور ایک ہی عمر کے بچوں کی ذہانت کا جائزہ لیا جائے تو مختلف بچے ذہانت کے مختلف درجوں پر فائز نظر آئیں گے۔ اعلیٰ ذہانت کے بچے تعلّم میں اعلیٰ کارکردگی کا جبکہ کم ذہانت کے بچے کم کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ایک ہی لیکچر کے دوران مختلف بچے اپنی اپنی ذہنی استعداد کے مطابق کچھ زیادہ سیکھ رہے ہوتے ہیں کچھ کم۔

ذہانت کے لحاظ سے عام طور پر طلبا کے چار درجے ہیں:

- i- فطین/ذکی/اعلیٰ ذہین (Genious)
- ii- ذہین (Intelligent)
- iii- متوسط (Average Mentality)
- iv- کند ذہن (Low Mentality)

2- پختگی (Maturation): پختگی سے مراد انسان کی جسمانی اور ذہنی ساخت میں عمر کے ساتھ ساتھ مضبوطی اور اضافہ ہونا ہے۔ جسمانی اور ذہنی پختگی دونوں کا تعلّم سے گہرا تعلق ہے۔ مثلاً چھوٹی عمر کے بچوں میں جسمانی پختگی کم ہوتی ہے اس لیے وہ طویل دورانیے کا پیریڈ اٹینڈ نہیں کر سکتے بلکہ نرسری اور پریپ کے بچے بعض اوقات کلاس روم میں اونگھ رہے ہوتے ہیں۔ یونیورسٹی لیول کے طلبا بغیر کسی وقفے کے چار گھنٹے تک مسلسل اپنی توجہ مرکوز رکھ سکتے ہیں۔

جہاں تک ذہنی پختگی کا تعلق ہے تو یہ بھی تعلّم پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سات سال کی عمر کا بچہ مقرون (Concrete) تصورات مثلاً پنکھا، تختی، درخت، کار وغیرہ کے بارے میں تو سمجھ سکتا ہے لیکن مجرد (Abstract) تصورات مثلاً اجتہاد، فقہ، استعمار، آمریت، سوشلزم، جمہوریت وغیرہ کے بارے میں ہزار کوشش کے باوجود کچھ نہیں سمجھ سکتا۔

3- آمادگی (Readiness): آمادگی کا مطلب سیکھنے کے لیے ذہنی اور جسمانی طور پر تیار ہونا ہے۔ یعنی طالب علم اپنے آپ کو مکمل طور پر تیار کر لیتا ہے کہ اس نے فلاں مہارت، علم یا کوئی قاعدہ کلیہ سیکھنا ہے۔ کسی مہارت کو سیکھنے کے لیے آمادگی بنیادی شرط ہے۔ اگر بچے خود آمادہ نہ ہوں تو سختی یا جبر و تشدد سے انہیں کچھ نہیں سکھایا جا سکتا۔

جل گرڈ (Gilgard) کہتا ہے کہ "تدریس ایک خوشگوار شے ہے اور یہ صرف اسی صورت میں خوشگوار ہو سکتی ہے جب کسی شے کو سیکھنے کے لیے بچوں میں داخلی آمادگی ہو"۔ بچوں میں جس قدر آمادگی زیادہ ہوگی، تعلّم کا عمل اتنا ہی کارگر ثابت ہوگا۔

4- تحریک (Motivation): تحریک سے مراد ایک اندرونی سرگرمی اور حرکت ہے جو عمل پر آمادہ کرتی ہے۔ تحریک پہلے سے موجود کردار، رجحان اور عمل میں تیزی پیدا کرتی ہے اور بعض اوقات یہ نیا رجحان اور عمل پیدا کرتی ہے۔ کامیاب تعلّم کے لیے کسی نہ کسی طاقتور محرک کا ہونا ضروری ہے جو سیکھنے پر آمادہ کرے۔ بعض اوقات بلند مقام اور باعزت روزگار کا حصول ایک محرک کا کام دیتا ہے اور نوجوان دن رات ایک کر کے اعلیٰ عہدوں پر پہنچ جاتے

ہیں۔ امراء کے بچوں میں تعلیم کا شوق اس وجہ سے بھی ذرا کم ہوتا ہے کیونکہ انہیں کسی مالی محرک میں دلچسپی نہیں ہوتی۔ تعلیم کے دوران جزا کو مثبت محرک (مثبت کمک) (Positive Reinforcement) اور سزا کو منفی محرک (منفی کمک) (Negative Reinforcement) شمار کیا جاتا ہے۔ بچے شاباش، انعام یا سرٹیفکیٹ لینے کے لیے زیادہ محنت کرتے ہیں۔ جبکہ منفی محرک بھی بعض اوقات کارگر ثابت ہوتا ہے۔ یعنی بچے سزا سے بچنے کے لیے ہوم ورک محنت سے کرتے ہیں۔ ماہرین نفسیات منفی محرک استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ اس سے بچے نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

5- دلچسپی (Interest): دلچسپی سے مراد کسی کام میں پوری رغبت اور انہماک کا مظاہرہ کرنا ہے۔ دلچسپی اور تعلّم لازم و ملزوم ہیں۔ اگر بچے کوئی مہارت دلچسپی سے سیکھ رہے ہوں تو وہ عمر بھر ان کے ذہن پر نقش رہتی ہے جبکہ عدم دلچسپی کی صورت میں وہ سیکھی ہوئی مہارت جلد بھول جاتے ہیں۔ اگر دلچسپی ہو تو ذہنی اور جسمانی تمام قوتیں ایک جگہ مرتکز ہو جاتی ہیں۔ ماہرین تعلیم بچوں کی دلچسپی بڑھانے کے لیے طریقہ ہائے تدریس کو دلچسپ بنانے اور سمعی و بصری معاونات کے استعمال پر زور دیتے ہیں۔

6- رجحان (Aptitude): رجحان سے مراد کسی فرد کا کسی خاص مضمون، پیشے یا شعبے کی طرف فطری جھکاؤ یا میلان ہے۔ یعنی اس کی خصوصی استعداد جس کے تحت وہ کسی خاص علم یا فن کو سیکھنا پسند کرتا ہے۔

اسی رجحان کے باعث کسی بچے کا پسندیدہ مضمون ریاضی ہوتا ہے، کسی کا فزکس اور کسی کا انگریزی یا اردو ادب۔ یورپ میں بچوں کا باقاعدہ رجحاناتی ٹیسٹ (Aptitude Test) ہوتا ہے اور اس کے بعد انہیں مختلف مضامین کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ بہرحال والدین اور اساتذہ کا فرض ہے کہ بچوں پر اپنی مرضی مسلط نہ کریں اور انہیں اپنے رجحان کے مطابق مضامین اختیار کرنے دیں۔

7- مشق (Exercise): مشق سے مراد کسی سیکھے ہوئے کام کو بار بار دہرانا ہے۔ تعلّم مشق کے بغیر دیرپا ثابت نہیں ہوتا۔ مشق سے کام کی رفتار میں اضافہ ہوتا ہے۔ مثلاً ڈرائیونگ سیکھنے کے بعد اسے بروئے کار لانے سے تیزی اور مہارت پیدا ہوتی ہے جبکہ بروئے کار نہ لانے سے سیکھی ہوئی مہارت کچھ عرصے بعد کمزور پڑ جاتی ہے۔ جہاں تک بچوں کے لیے مشق کا تعلق ہے، اگر انہیں نفس مضمون کا مفہوم اچھی طرح سمجھا دیا جائے تو انہیں مشق سے بے پناہ فائدہ ہوگا ورنہ محض رٹہ (Cramming) کے انداز میں مشق کرتے رہنا نقصان دہ ثابت ہوگا۔

8- تاثیر (Effect): تاثیر سے مراد یہ ہے کہ ایک کامیابی اگلی کامیابیوں کے لیے جوش و جذبہ پیدا کرتی ہے جبکہ ناکامی سے جوش و جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔ استاد کا فرض ہے کہ طالب علم کی ناکامی پر اسے جھڑکنے یا ڈانٹنے کی بجائے پیار سے اس کی اصلاح کرے ورنہ وہ بار بار کی حوصلہ شکنی سے تعلیم سے بددل ہو جائے گا۔

9- رویہ (Attitude): رویے سے مراد سوچ یا فکر کا انداز اور عمل کا انداز ہے۔ یعنی ایک فرد کسی چیز کو کس زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہے یا کسی چیز کے بارے میں کیا تصورات اور نظریات رکھتا ہے یا کسی چیز کے بارے میں اس کے احساسات اور جذبات کیا ہیں۔ ماہرین رویے کو موروثی کی بجائے اکتسابی قرار دیتے ہیں۔ یعنی انسان جس ماحول میں پروان چڑھتا ہے، ویسے ہی رویے سیکھتا ہے۔ مثلاً ان پڑھ لوگوں کے بچے تعلیم سے عام طور پر دور بھاگتے ہیں کیونکہ گھر کا ماحول تعلیمی نہیں ہوتا جبکہ پڑھے لکھے والدین کے بچے تعلیم کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں۔ بچوں میں صحت مندانہ رویے پیدا کرنے کے لیے ان کی متوازن جسمانی، ذہنی، جذباتی اور معاشرتی نشوونما ضروری ہے۔ معلم کو قطعی طور پر غیر متعصب ہونا چاہیے۔ وہ تمام طلبا سے مساوی انداز میں سلوک کرے۔ اس طرح بچہ خود بخود اچھے رویے سیکھے گا۔

10- معاشرتی مقام (Social Status): معاشرتی مقام بھی تعلّم پر خاصا اثر انداز ہوتا ہے۔ کٹر قسم کے مذہبی گھرانوں کے بچے عام طور پر دوسرے مکتب فکر کے اساتذہ کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اس مذہبی گھٹن کی وجہ سے وہ ان سے زیادہ نہیں سیکھ سکتے۔ کسی کھلاڑی، اداکار یا آرٹسٹ کے بچے اساتذہ اور طلبا کی نظر میں مقبول ہوتے ہیں، اس لیے زیادہ بااعتماد نظر آتے ہیں جبکہ معاشرتی طور پر کم مقام کے حامل خاندانوں کے بچے عام طور پر بجھے بجھے سے نظر آتے ہیں۔ یہ تمام باتیں تعلّم پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

11- معاشی مرتبہ (Economical Status): معاشی رتبہ بھی بچے کی تعلیمی کارکردگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ خوشحال گھرانوں کے بچے چونکہ غذا، تعلیمی وسائل، آمد و رفت کی سہولت، ٹیوشن کے لیے قابل ٹیچرز کی فراہمی کے لحاظ سے باقی بچوں کی نسبت بہتر ہوتے ہیں، اس لیے وہ سکول میں ہشاش بشاش اور بااعتماد نظر آتے ہیں جبکہ پسماندہ اور غریب گھرانوں کے بچے عدم مطابقت اور احساس کمتری کا شکار رہتے ہیں۔

12- تکان اور بوریت (Fatigue and Boredom): تکان سے مراد کسی فرد کی جسمانی و ذہنی صلاحیت میں کمی واقع ہونا اور بوریت سے مراد جسم اور ذہن کا کسی کام کو قبول کرنے سے انکار کر دینا ہے۔ تکان اور بوریت تعلم پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔ تھکان کے پہلو کو مد نظر رکھ کر پیریڈ کا دورانیہ (Time Duration) بچوں کی عمر کے مطابق رکھا جاتا ہے جبکہ بوریت کو دور کرنے کے لیے تدریس میں معاونات کا استعمال اور طریقہ تدریس کو دلچسپ بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

13- جذبات (Emotions): جذبات زندگی کا لازمی جزو ہیں۔ جذبات مثبت اور منفی دونوں طرح کے ہوتے ہیں۔ انسانی جذبات میں خوف (Fear)' محبت (Affection)' غصہ (Anger) اور نفرت (Hatred) اساسی جذبات (Fundamental Emotions) ہیں۔

جذبہ ایک قوت کا نام ہے جس کے دو پہلو یعنی مثبت جذبات اور منفی جذبات ہیں۔ منفی جذبات کی مثبت سمت میں تبدیلی (Modification) کی جا سکتی ہے لیکن اس کے لیے معلم کی انتہائی ذہانت اور تکنیک درکار ہوتی ہے۔ مثلاً ''نفرت'' کے جذبہ کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ بچہ برائی سے نفرت کرے۔ غصے کے جذبات پر قابو پا کر اسے کھیل کے میدان میں استعمال کرنا سکھایا جائے۔ مثلاً ایک بچہ غصہ کے جذبات کو بروئے کار لانے کے لیے تیز باؤلنگ کرتا ہے اور مخالف کھلاڑی کو بولڈ کر دیتا ہے۔ ضد کے جذبے کو اس طرح استعمال کرایا جائے کہ بچہ اپنے اڑیل پن کو بجائے ادنیٰ معاملات میں استعمال کرنے کے' کلاس میں پوزیشن حاصل کرنے کے لیے استعمال کرے اور باقی سب کو Beat کر کے دکھائے۔

14- حادثات و واقعات (Accidents and Incidents): مختلف حادثات و واقعات بھی تعلیم پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی بچے کا والد کسی حادثے میں جاں بحق ہو گیا ہو تو اسے ذہنی طور پر سنبھلنے میں خاصا وقت لگے گا۔ اس دوران اس کے تعلم کا عمل خاصا متاثر رہے گا۔

اگر کسی بچے کی ماں یا بہن بھائی بیمار ہیں اور ہسپتال میں ہیں تو اس کا ذہن تعلیمی سرگرمی سے اچاٹ رہے گا۔ اسی طرح بعض واقعات مثبت اثرات مرتب کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی بچے کے والد نے نیا اور خوبصورت گھر خریدا ہے تو وہ خوش ہوگا اور سکول میں ہشاش بشاش نظر آئے گا۔

15- تمدن (Civilization): تہذیب و تمدن' ثقافتی و جغرافیائی حالات' صنعتیں اور پیشے وغیرہ بھی تعلم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ دیہات کا بچہ زراعت کا مضمون دلچسپی سے پڑھے گا جبکہ شہر کا بچہ کوئی صنعتی مضمون یا کمپیوٹر شوق سے سیکھے گا۔

16- موسم (Weather): موسم بھی تعلم پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ گرمیوں میں بچے زیادہ دیر تک نہیں بیٹھ کر پڑھ سکتے جبکہ سردیوں میں ان کی قوت توجہ بڑھ جاتی ہے لیکن جب سردی حد سے زیادہ ہو تب بھی ان کے تعلم پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

17- ماحولیاتی اثرات (Environmental Effects): شور' آلودگی' گندگی' گھٹن اور حبس تعلم پر منفی جبکہ باغیچے' پھول' صاف ستھرا اور پرسکون ماحول تعلم پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔

18- سہولیات (Facilities): سمعی و بصری معاونات' رنگ' کارٹون' رنگین تصاویر تعلم پر مثبت اثرات ڈالتی ہیں اور اگر کلاس روم میں بلیک بورڈ ہی نہ ہو اور سکول میں واش روم تو کیا نلکا تک موجود نہ ہو تو تعلم پر نہایت منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ اس طرح کے ماحول میں بچے اضطراب (Anxiety) محسوس کرتے ہیں اور وہ پورے ارتکاز سے تعلیم پر توجہ نہیں دے سکتے۔ گویا سہولیات بھی تعلم پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

سوال: تعلم یا آموزش سے کیا مراد ہے؟

جواب:

تعلم یا آموزش

(Learning)

تعلم سے مراد کسی فرد کی عادات و اطوار' علم اور رویوں میں تبدیلی ہے جو کہ اس میں تجربات کے نتیجے میں مرحلہ وار آتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں تعلم کردار میں تبدیلی کا نام ہے۔ تعلم ایک شعوری عمل ہے اور حرکی تصور ہے۔ تعلم کے نتیجے میں فرد مختلف حالات میں مختلف ردعمل کا مظاہرہ کرتا ہے۔ تعلم کو ردعمل یا رویے میں ایسی تبدیلی کہا جا سکتا ہے جو کہ تجربات کے باعث جزوی یا مکمل طور پر آتی ہے۔ تعلم کے نتیجے میں کسی فرد کے

جذبات، عاد ... معاشرتی فہم وادراک میں تبدیلیاں آتی ہیں۔ تعلّم ایک مسلسل عمل ہے جو کہ ساری عمر جاری رہتا ہے۔ مجرد تعلّم یا آزموش کی کئی اقسام ہیں۔ ان میں معلومات کو حافظے میں محفوظ کرنا، مادہ نظریات قائم کرنا اور باہمی روابط کو دریافت کرنا یا سمجھنا شامل ہیں۔

تعلّم کی تعریف

Definition of Learning

مختلف ماہرین نفسیات نے تعلّم کی جو تعریفیں کی ہیں، ان میں سے مندرجہ ذیل اہم ہیں:

1- سکنر (Skinner): ''سابقہ کردار کے اثرات سے جو تغیر رونما ہو آموزش کہلاتا ہے۔''

2- کران بیک (Cronback): ''کردار کی وہ تبدیلی جو سابقہ تجربات کا نتیجہ ہو تعلّم کہلاتی ہے۔''

3- وڈ ورتھ (Wood Worth): ''تعلّم سے مراد کوئی نئی چیز سیکھنا ہے بشرطیکہ یہ نئی سیکھی ہو۔ فعالیت سیکھنے والے کے کردار کا ایسا جزو بن جائے کہ وہ آئندہ زندگی میں بھی اس کا اظہار کرتا رہے۔''

سوال: تھارن ڈائیک کے مطابق قوانین تعلّم کی وضاحت کریں۔ (لاہور بورڈ 2010ء)

☜ تعلّم کے قوانین پر نوٹ لکھئے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2008ء)

جواب

تعلّم کے قوانین

(Principles of Learning)

ممتاز ماہر تعلیمی نفسیات تھارن ڈائیک (Thorndike) نے تعلّم کے مندرجہ ذیل تین قوانین پیش کیے ہیں:

1- قانون آمادگی (Law of Readiness)
2- قانون مشق (Law of Exercise)
3- قانون تاثیر (Law of Effect)

1- قانون آمادگی (Law of Readiness): قانون آمادگی سے مراد یہ ہے کہ تعلّم کا عمل اس وقت تک غیر موثر ہوتا ہے جب تک بچہ ذہنی اور جسمانی طور پر کچھ سیکھنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تھارن ڈائیک کے مطابق تعلّم کے لئے اولین اصول آمادگی ہے اس لئے استاد کو چاہئے کہ جب وہ بچوں کو کوئی سبق پڑھانا چاہے تو وہ سب سے پہلے ان کو ذہنی اور جسمانی طور پر آمادہ کرے۔ اس مقصد کے لئے وہ سبق سے متعلقہ دوسری معلومات کے ذریعے بچوں میں تجسس کا جذبہ پیدا کرسکتا ہے۔ تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ بچے دلچسپ اسباق کو توجہ سے سنتے ہیں۔

2- قانون مشق (Law of Repitition): مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ سبق کو بار بار دہرانے سے وہ ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ مشق کرنے سے نہ صرف کردار میں پختگی آتی ہے بلکہ عادات بنتی ہیں۔ مشق جتنی بار زیادہ کی جائے گی، تعلّم کا عمل اتنا ہی موثر ہوگا۔ مشق کے اصول کے تحت ہی سبق کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔

3- قانون تاثیر (Law of Reinforcement): قانون تاثیر کے مطابق تعلّم کے عمل اور اس کے نتیجے میں گہرا تعلق ہے۔ مثلاً اگر کسی سبق کا نتیجہ خوشگوار ہو تو تعلیم بہتر اور مستقل ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر تعلّم کے نتیجے میں کوئی پریشانی ہو تو بچہ سبق نہیں دہراتا جس کے باعث تعلّم فراموشی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی بچے کو اس کی کارکردگی پر شاباش دی جاتی ہے تو تعلّم مثبت ہوتا ہے اور اگر طالب علم کو اس کی محنت کا صلہ نہ ملے تو اس کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے جس سے تعلّم فراموشی کا شکار ہو جاتا ہے۔

سوال: تعلّم کے کتنے طریقے ہیں؟ تفصیل سے لکھئے۔ (لاہور بورڈ 2007ء)

☜ تعلّم کے کوئی دو طریقے تفصیلاً بیان کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2010ء)

☜ تعلّم بذریعہ بصیرت کی وضاحت کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2010ء)

☜ تعلّم بذریعہ سعی وخطا پر نوٹ لکھیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ2011ء)
☜ تعلّم کے طریقے تحریر کرتے ہوئے کسی دو پر مفصل نوٹ لکھیں۔ (لاہور بورڈ2015ء،2017ء، راولپنڈی بورڈ2017ء)

جواب

تعلّم کے مختلف طریقے

جدید تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ تعلیمی عمل مختلف طریقوں سے سرانجام پاتا ہے۔ ان میں سے مندرجہ ذیل بہت اہم ہیں:

1- تعلّم بذریعہ سعی وخطا (Learning by Trial and Error)
2- تعلّم بذریعہ تقلید (Learning by Imitation)
3- تعلّم بذریعہ انعکاس مشروط (Learning Through Conditioned Reflex)
4- تعلیم بذریعہ بصیرت (Learning by Insight)

1- تعلّم بذریعہ سعی وخطا (Learning by Trial & Error): سعی وخطا (Trial and error) کے طریقے میں کسی کام کو سوچے بغیر بار بار کیا جاتا ہے۔ اس دوران کئی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں، بالآخر کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک بچہ کوئی تالا کھولنا چاہتا ہے۔ اس کے پاس کئی چابیاں ہیں۔ وہ باری باری ہر چابی کو آزماتا ہے۔ آخر کار کسی ایک چابی سے تالا کھل جاتا ہے۔ اسی طرح وہ کئی مرتبہ کوشش کر کے اور کئی غلطیاں کر کے کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ ایسے ہی جب کوئی بچہ پہلی مرتبہ سائیکل چلانا سیکھتا ہے تو وہ کئی مرتبہ سائیکل چلانے کی کوشش کرتا ہے اور گرتا ہے مگر کئی کوششوں اور غلطیوں کے بعد وہ سائیکل چلانا سیکھ جاتا ہے۔ تھارن ڈائیک کے مطابق انسان کے مقابلے میں حیوانات میں سعی اور خطا کا عمل زیادہ ہوتا ہے، اس نے ایک چوہے پر تجربات کر کے اس نظریئے کو ثابت کیا۔

تعلّم بذریعہ سعی وخطا کی خصوصیات

تعلّم بذریعہ سعی وخطا کے طریقے کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:

i- تعلّم کے اس طریقے میں مہارت رفتہ رفتہ حاصل ہوتی ہے۔
ii- آغاز میں درست اور غلط حرکات کے امکانات برابر ہوتے ہیں۔
iii- بار بار کوشش کرنے سے غلطیوں کا امکان کم ہوتا جاتا ہے۔
iv- ناکام کوششوں کو ترک کر دیا جاتا ہے اور صحیح کوششوں کو دہرایا جاتا ہے حتیٰ کہ کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔

2- تعلّم بذریعہ تقلید (Learning by Imitation): تقلید سے مراد نقل کرنا ہے۔ تعلّم بذریعہ تقلید کے طریقے میں بچے جب دوسروں کو کام کرتا ہوا دیکھتے ہیں تو وہ اس مہارت پر عبور حاصل کر لیتے ہیں۔ بچوں میں تقلید کا مادہ بالغ افراد کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مہارتوں کو جلد سیکھ جاتے ہیں۔ تقلید بعض اوقات شعوری ہوتی ہے اور بعض اوقات غیر شعوری، اسی لئے دیکھنے میں آتا ہے کہ بچے جب کسی شخصیت کے افکار و کردار سے متاثر ہوتے ہیں تو وہ اس کو اپنا آئیڈیل بنا لیتے ہیں۔ بچے اپنی مختلف عادات و اطوار بھی تقلید کے ذریعے اپناتے ہیں۔ مثلاً اگر گھر میں دیگر اہل خانہ نماز ادا کرتے ہیں تو بچے بھی نماز پڑھنے کی عادت اپنا لیتے ہیں۔

3- تعلّم بذریعہ انعکاس مشروط (Learning through Conditioned Reflex): انعکاس مشروط سے مراد وہ ردِعمل ہے جو اصل محرک کی بجائے مصنوعی محرک کے جواب میں پیدا ہوتا ہے۔ اس طریقے کا بانی روسی ماہر علم الابدان پاولوف (Pavlov) ہے۔ بعد [illegible] اس پر [illegible] ثابت کیا کہ اصل محرک کی بجائے مصنوعی محرک سے بھی کوئی ردعمل پیدا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً اس نے ایک کتے کے سامنے گھنٹی بجا کر خوراک رکھی۔ اس سے کتے کے منہ میں پانی آ گیا۔ یہ عمل اس نے کئی مرتبہ دہرایا۔ پھر اس نے کتے کے سامنے خوراک رکھنے سے پہلے گھنٹے بجائی۔ اب صرف گھنٹی کی آواز سن کر ہی کتے کے منہ میں پانی آ گیا۔

4- تعلّم بذریعہ بصیرت: اللہ رب العزت نے انسان کو عقل دے کر اختیاری قوت کو مثبت طور پر استعمال کرنے کی جو صلاحیت عطا کی ہے وہ

انسان کو دیگر تمام مخلوقات سے ممیز کرتی ہے اور جب انسان نے اپنے گوناگوں مسائل کو اس عطا شدہ صلاحیت کی روشنی میں حل کر لیا تو یہ عمل انسان کی بصیرت قرار پایا۔ انسانی بصیرت انسان کو مشاہدہ کی طرف راغب کرتی ہے جس کے ذریعے وہ تجربہ حاصل کرتا ہے اور تجربات کے ذریعے انسان نے کائنات کے بہت سے رازوں سے پردہ اٹھا دیا۔ یہی چیز دراصل تعلّم بذریعہ بصیرت کہلاتی ہے۔ بصیرت کے ذریعے تعلّم کے اقدامات درج ذیل ہیں:

(i) ماحول کا مکمل ادراک حاصل کرنا یعنی فرد اپنے اردگرد موجود تمام اشیاء اور وسائل سے واقف ہو کر انہیں استعمال میں لانے کا فہم حاصل کر لیتا ہے۔

(ii) سابقہ تجربات کو کام میں لانا یہ کہ کون سے تجربات موجودہ مسئلے کے حل میں مددگار ہو سکتے ہیں۔

(iii) اُن اقدامات کی بنیاد پر فرد اعلیٰ سطح کا علم اور مہارتیں سیکھ جاتا ہے۔

(iv) انسان کو جب ذرائع اور وسائل دستیاب ہو جاتے ہیں تو اُس کی بصیرت اُسے اس مرحلے پر لے آتی ہے کہ کس ذرائع اور وسائل کو کن مسائل کے حل کے لیے کب استعمال کرنا ہے۔

سوال: تعلّم کے نظریات کی وضاحت کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2008ء، 2014ء)

☜ تعلّم کے نظریات پر تفصیل سے روشنی ڈالیے۔

جواب

تعلّم کے نظریات

تعلّم کے بارے میں مندرجہ ذیل نظریات بہت اہم ہیں:

-1 مہیج اور جوابی فعل کا نظریہ (Stimulus Response Theory)

-2 ذہنی انضباط کا نظریہ (Formal Discipline Theory)

-3 مواد میں مشابہت کا نظریہ (Identical Elements Theory)

-4 انعکاس مشروط کا نظریہ (Conditioned Reflex Theory)

-5 گیسٹالٹ کا نظریہ (Gestalt Theory)

-6 نظریہ تعمیم (Generalisation)

1- مہیج اور جوابی فعل کا نظریہ (Stimulus Response Theory): اس نظریئے کے مطابق ہر مہیج کے جواب میں کوئی جوابی فعل سرزد ہوتا ہے۔ تھارن ڈائیک کے مطابق اگر مہیج (محرک) اور جوابی فعل کے درمیان تعلق پیدا کر دیا جائے تو ان کے درمیان تعلق مستحکم ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر آنکھوں میں تیز روشنی ڈالی جائے تو اس سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور فوراً بند ہو جاتی ہیں۔

2- ذہنی انضباط کا نظریہ (Formal Discipline Theory): ذہنی انضباط کے نظریئے کے مطابق انسان کئی صلاحیتوں مثلاً عقل، شعور، غور و فکر، استدلال، حافظے اور ذہانت کا مالک ہے۔ وہ ان صلاحیتوں کی مدد سے اپنے سابقہ تجربات کو سامنے رکھتے ہوئے آنے والے مسائل کا حل تلاش کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طلبا کے نصاب میں ریاضی اور فلسفہ جیسے مضامین شامل کیے جاتے ہیں تاکہ ان کی ذہنی تربیت کی جا سکے۔

3- مواد میں مشابہت کا نظریہ (Identical Elements Theory): اس نظریئے کی رو سے اگر دو مہارتوں میں کچھ مشابہت ہو تو ایک مہارت کو سیکھ کر دوسری مہارت سیکھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ تھارن ڈائیک اور وڈ ورتھ کے مطابق مہارتوں میں مشابہت انتقال تربیت میں آسانی پیدا کرتی ہے۔ مثلاً روزمرہ زندگی میں ہمارے مشاہدے میں یہ بات آتی ہے کہ اگر کسی کو سائیکل چلانا آتی ہو تو وہ موٹر سائیکل چلانا سیکھ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں موٹر سائیکل چلانے والا کار کی ڈرائیونگ جلد سیکھ جاتا ہے۔ اسی طرح تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایم اے

www.downloadclassnotes.com

سیاسیات پاس کرنے والے طالب علم کے لئے ایم اے تاریخ پاس کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے کیونکہ دونوں مضامین کے مواد میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔

4- انعکاس مشروط کا نظریہ (Conditioned Reflex Theory): انعکاس مشروط سے مراد وہ ردعمل ہے جو اصل محرک کی بجائے مصنوعی محرک کے جواب میں پیدا ہوتا ہے۔ روسی ماہر علم الابدان پاولوو نے ایک کتے پر تجربات کر کے اس نظریئے کو ثابت کیا۔ اس نے ایک کتے کے سامنے گھنٹی بجا کر خوراک رکھی جس سے کتے کے منہ میں لعاب آ گیا۔ یہ عمل اس نے کئی بار دہرایا۔ پھر اس نے کتے کے سامنے خوراک رکھنے سے پہلے گھنٹی بجائی۔ اس کے بعد صرف گھنٹی کی آواز سن کر کتے کے منہ میں پانی آ گیا۔ اس طرح اس نے مصنوعی محرک سے ردعمل حاصل کر لیا۔ ڈاکٹر پاولوو کے مطابق انعکاس مشروط کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا ہونا ضروری ہے:

- i- مصنوعی محرک کو پہلے اور اصلی محرک کو بعد میں آنا چاہئے۔
- ii- دونوں محرکات کے درمیان کم سے کم وقفہ ہو۔
- iii- دوسرے محرک کو پہلے محرک کے بعد لگاتار آتے رہنا چاہئے تا کہ انعکاس مشروط قائم کیا جائے۔

ڈاکٹر پاولوو کی طرح ڈاکٹر واٹسن نے بھی مختلف تجربات سے انعکاس مشروط کو ثابت کیا۔ اس نے گیارہ ماہ کے ایک بچے کے سامنے خرگوش رکھا۔ بچہ خرگوش سے کھیلنے لگا۔ اچانک اس نے بچے کے نزدیک ہتھوڑے سے زوردار آواز پیدا کی۔ بچہ آواز سن کر ڈر گیا۔ اس نے یہ عمل کئی بار دہرایا۔ اس طرح بچے کے ذہن میں آواز خرگوش کی موجودگی سے مشروط ہوگئی۔ اس کے بعد بچہ آواز کے بغیر ہی صرف خرگوش سے ڈرنے لگا۔

5- گیسٹالٹ کا نظریہ (Gestalt Theory): گیسٹالٹ کے معنی نمونہ یا شکل کے ہیں۔ گیسٹالٹ کے نظریہ کے مطابق اگر کسی نمونہ یا شکل کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اس کے اجزاء کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ یعنی کل اور جز کا باہمی تعلق انتقال تربیت میں مدد دیتا ہے۔ مثلاً اگر کسی بچے کو ضرب کا عمل سکھا دیا جائے تو وہ پہاڑوں کے استعمال سے جلد واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی فرد کرکٹ میچ دیکھ لے تو وہ کرکٹ کے اجزاء مثلاً بیٹنگ' باؤلنگ اور فیلڈنگ کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

6- نظریہ تعمیم (Generalization): نظریہ تعمیم کی رو سے پہلے صورت حال کا مکمل جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کی تعمیم کے اصول اخذ کئے جاتے ہیں اور ان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے انتقال تربیت ہوتا ہے۔ مشاہدات اور تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک دفعہ حاصل کردہ مہارتیں دوسری مہارتیں سیکھنے میں مدد دیتی ہیں۔

سوال: تعلّم کی کوئی سی چار شرائط تفصیل سے بیان کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2011ء' لاہور بورڈ 2013ء' 2016ء)

☞ تعلّم کی شرائط پر ایک جامع اور مفصل نوٹ تحریر کریں۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2015ء' 2016ء)

جواب

تعلّم کی شرائط (Conditions of Learning)

تعلّم کسی بھی طریقے یا قانون کے تحت انجام پذیر ہو' کچھ عوامل ایسے ہوتے ہیں جو تعلّم کے عمل پر اثر انداز ہو کر اس کی رفتار تیز یا سست کر دیتے ہیں۔ وہ تعلّم میں سہولت پیدا کرتے ہیں یا رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں۔ ان کی موجودگی کو سیکھنے کے دوران پیش نظر رکھنا فرد کے لیے بے حد ضروری ہے۔ ان عوامل کو تعلّم کی بہتری کے لیے شرائط بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

یوں تو زندگی میں فرد کے تعلّم پر قدم قدم پر لاتعداد عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ تاہم درج ذیل عوامل اپنی اہمیت کے اعتبار سے نمایاں ہیں:

i-	آمادگی' مشق اور تاثیر	ii-	تحریک
iii-	دلچسپی	iv-	توجہ
v-	معنویت	vi-	رویے

i- آمادگی' مشق اور تاثیر (Readiness, Exercise and Effectiveness): ان تینوں پر ہم قوانین تعلّم کے تحت گفتگو کر چکے ہیں۔ وہی فرد جلد سیکھ سکتا ہے جو تعلّم کے لیے تیار ہو۔ پھر سیکھے ہوئے علم' مہارتوں یا رویوں کو بار بار کر کے تعلّم کو پختہ کر لے۔

اگراس کی یہ کوششیں مؤثر ہوں (اوران کے اچھے نتائج برآمد ہوں) تو تعلم دیرپا ہوگا۔

ii- تحریک (Motivation): تحریک کسی فرد کی داخلی کیفیت کا نام ہے جو اس فرد میں لگن، خواہش، احتیاج، رجحان اور جذبہ وحوصلہ پیدا کرتی ہے۔اس طرح وہ اپنا مقصد حاصل کر لیتا ہے۔کسی بھی کام کو کرنے کے لیے محرک کا ہونا لازمی ہے۔محرک کوئی اندرونی خواہش، جذبہ، رجحان اور ضرورت ہوسکتا ہے۔تاہم بیرونی محرکات بھی فرد کو کوئی کام کرنے، اسے پورا کرنے اور کسی منزل تک پہنچنے پر اکسا سکتے ہیں۔محرک اندرونی ہو یا بیرونی، ہر دو فرد کو بے چین کیے رکھتے ہیں۔کبھی تو یہ محرک باہر سے فرد پر اثر انداز ہوتا ہے اور کبھی اندر سے اُبھرتا ہے۔یہ محرک قریب ترین یا فوری مقصد ہوسکتا ہے۔ایک دور افتادہ مقصد بھی محرک کا عمل انجام دے سکتا ہے۔بچہ سوچتا ہے کہ اسے گھر کا کام مکمل کرنا چاہیے ورنہ استاد سزا دے گا۔"استاد کی سزا سے بچنا" فوری مقصد ہے جب کہ سالانہ امتحان میں پاس ہونا دور کا مقصد ہے۔تاہم یہی محرکات طالب علم کو تعلم کے حصول میں لگن سے کام کرنے کی ترغیب دیں گے۔

iii- دلچسپی (Interest): فرد جس کام میں تسکین اور فرحت محسوس کرتا ہے، اسے شوق اور لگن سے انجام دیتا ہے۔ہر فرد کی دلچسپی دوسرے فرد سے مختلف ہوتی ہے۔دلچسپی اندرونی خواہش کی سی حیثیت رکھتی ہے۔یوں سمجھئے کہ ہر بچہ کھیل کود میں بڑے شوق سے حصہ لینے کو تیار ہو جاتا ہے جب کہ کسی مشکل کام کو کرنے سے گریز کرتا ہے۔

دلچسپیاں عمر کے مختلف درجات پر مختلف ہوتی ہیں۔لڑکوں کی دلچسپیاں لڑکیوں سے مختلف ہوتی ہیں۔دلچسپیاں وقت اور حالات کے تحت بھی بدلتی رہتی ہیں۔بچے کو جس قسم کے تجربات سے واسطہ پڑتا ہے، وہ اپنی دلچسپیاں تبدیل کر لیتا ہے۔دلچسپیوں کے اختیار کرنے میں بنیادی بات 'خوشی' کا حصول ہے۔بچے کو جس کام سے خوشی حاصل ہوتی ہے، وہ اس کام کو اختیار کر لیتا ہے۔ابتدائی عمر میں بچے جنوں اور پریوں کی کہانیاں اور حیرت انگیز واقعات سننے اور پڑھنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں جب کہ بڑی عمر کے افراد اپنی دلچسپی کی کتابیں پڑھنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔اسی طرح لڑکے اور لڑکیاں مختلف قسم کے کھیل اور کام پسند کرتے ہیں۔بہر حال بچے ایسا علم اور مہارتیں جلد حاصل کر لیتے ہیں جن کے کرنے سے انہیں راحت اور آرام ملتا ہے۔اس لحاظ سے دلچسپی تعلم کے عمل میں اہم رول ادا کرتی ہے۔

iv- توجہ (Attention): توجہ سے مراد فرد کا کسی عمل یا کام کی طرف دھیان دے کر اس کام کو کرنا ہے۔یہ ایک ذہنی کیفیت ہے۔اس کیفیت کی بدولت ایک فرد کسی مہیج اور اس کے ردِّعمل میں مطابقت پیدا کرتا ہے۔اس کا ذہن باہر سے آنے والے اشاروں کی جانب متوجہ ہوتا ہے، ان پر دھیان دیتا ہے، ان کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔یوں اس کی تمام تر ذہنی قوتیں مستعد ہو کر کام کی حقیقت کو سمجھنے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔

جب ایک فرد کسی چیز یا کام یا واقعہ یا مہیج کی طرف رخ کرتا ہے تو اس کے تمام تر حواس اس چیز یا کام یا مہیج کو سمجھنے میں محو ہو جاتے ہیں۔ فرد اس چیز یا کام یا واقعہ کو دیکھتا یا پرکھتا ہے، ان آوازوں پر غور کرتا ہے جو اس کام کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں۔یہ تمام پیغامات جو دیکھنے اور سننے وغیرہ سے وصول ہوتے ہیں، انہیں ذہن میں لا کر ان کا تجزیہ کرتا ہے اور پھر اپنے ردِّعمل کا اظہار کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔مثال کے طور پر بچے کمرۂ جماعت میں بیٹھے استاد کی گفتگو سن رہے ہیں۔یکایک کمرے کے باہر دھماکہ ہوتا ہے۔بچے استاد کی بات سننا بھول جائیں گے اور اس دھماکے پر غور کرنا شروع کر دیں گے۔وہ چاہیں گے کہ انہیں پتہ چلے کہ یہ کیا ہوا ہے؟ کیوں ہوا ہے؟ اسی طرح بعض صورتوں میں آواز کا زیر و بم، خاموشی، زوردار آواز، کوئی انہونا واقعہ، کوئی خوبصورت تصویر وغیرہ ہماری توجہ کو اپنی جانب مبذول کر لیتے ہیں۔

توجہ کا عمل، تعلم میں سہولت پیدا کرتا ہے۔اگر بچے کسی کام کو دلچسپی اور توجہ سے ساتھ کریں تو تعلم کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

v- معنویت (تعلم کا بامعنی ہونا) (Meaningful/Relevant): بچے وہی چیزیں بآسانی سیکھتے ہیں یا سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جو ان کے نزدیک کوئی معنی رکھتی ہے۔بامعنی ہونے کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ فرد جو چیز یا کام سیکھ رہا ہے، وہ کس حد تک اس کے لیے فائدہ مند ہے۔کیا جو کام وہ کر رہا ہے، یا آئندہ انجام دے گا اس کے لیے مفید ہوگا یا نہیں؟ لہٰذا بچے وہ چیزیں جلد اور صحیح انداز میں سیکھتے ہیں جن کے بارے میں ان کو یقین ہو جائے کہ وہ مستقبل میں ان کے کام آئیں گی۔دوسری صورت یہ ہے کہ جو کچھ وہ سیکھنے کی کوشش کر رہا ہے، وہ دوسرے لوگوں کے قابل قبول ہے؟ یعنی کیا وہ کام معاشرتی طور پر اچھا سمجھا جائے گا؟ تیسری صورت یہ ہے کہ جو کام وہ فرد انجام دے رہا ہے، وہ کسی مقصد کی تکمیل میں کام آئے گا؟ یعنی معنویت (بامعنی ہونا) کا مفہوم یہ ہوگا:

-1 وہ کام فائدہ مند ہے۔
-2 وہ کام معاشرتی طور پر قابل قبول ہے۔
-3 وہ کام کسی مقصد کو حاصل کرنے میں مددگار ہے۔

اگر یہ تینوں باتیں موجود ہیں تو تعلّم ''بامعنی'' ہوگا وگرنہ نہیں۔ افراد اُن کاموں کو کرتے ہیں جن کے بارے میں انہیں یقین ہو کہ وہ درج بالا تینوں شرائط پوری کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بچے کچھ دیر تک تو 'بے تکی اور بے معنی' الفاظ یاد رکھ سکیں گے لیکن انہیں جلد ہی بھول جائیں گے جب کہ اچھی خوبصورت زبان میں لکھی ہوئی نظمیں' کہانیاں یا کارآمد و مفید باتیں دیر تک یاد رہیں گی۔ بچے پہاڑے یاد رکھتے ہیں کہ وہ ان کی روزمرہ زندگی میں کام آتے ہیں۔ تاہم دقیق قسم کے فارمولے بھول جاتے ہیں کہ وہ ان کی روزمرہ زندگی میں کام نہیں آتے۔ غرضیکہ بامعنی علوم' مہارتیں' کام' رویے وغیرہ تعلّم کی رفتار کو تیز کرتے ہیں اور اسے استحکام واستقلال بھی بخشتے ہیں۔

vi- رویہ (Attitude):

رویے سے مراد فرد کی وہ اندرونی کیفیت ہے جو کسی کام یا چیز یا جذبے کو منتخب کرنے یا اسے رد کرنے کے عمل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ فرد ذہنی یا جذباتی طور پر کسی کام کو اچھا سمجھتا ہے یا برا گردانتا ہے وہ کسی فرد کے بارے میں مثبت خیال رکھتا ہے یا اس شخص کے بارے میں اس کی سوچ منفی ہوتی ہے۔ وہ کسی چیز کو جائز سمجھتا ہے یا ناجائز۔

افراد کے اس طرح کے خیالات اور تصورات کو رویے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ رویوں کا بنیادی تعلق ان اقدار سے ہوتا ہے جو معاشرے میں مجموعی طور پر اختیار کی گئی ہوتی ہیں۔ بچہ اپنے خاندان سے مثبت اور منفی رویے سیکھتا ہے۔ وہ اپنے عزیزوں کو جس طرح کے ردّعمل کرتے ہوئے دیکھتا ہے' وہی انداز خود بھی اختیار کر لیتا ہے۔ بعض رویے معاشرے میں پیش آنے والے تجربات سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر معلم کا سلوک سخت ہے تو بچے اس سے ڈرتے ہیں۔ ڈرتے ہوئے کام کرتے ہیں۔ اس طرح تعلّم میں بہتری پیدا نہیں ہوتی۔ اس معلم اور اس کے مضمون کے بارے میں بھی بچوں کا رویہ منفی ہو جائے گا۔ یوں اس مضمون میں بچوں کی کارکردگی غیر تسلی بخش ہونے کا قوی امکان ہے۔ غرضیکہ بچوں کے مثبت یا منفی رویے ان کے تعلّم پر بے حد اثر انداز ہوتے ہیں۔

سوال: کرداریت کا نظریہ تعلّم بیان کیجیے۔ (لاہور بورڈ 2010ء)

☞ وقوفی نظریہ تعلّم وضاحت سے بیان کیجیے۔ (گوجرانوالہ بورڈ 2008ء)

☞ تعلّم کے نظریات کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

جواب

تعلّم کے نظریات (Theories of Learning)

اب تک کی گفتگو میں ہم تعلّم کے بارے میں خاصی تفصیل سے بحث کر چکے ہیں۔ ہم نے جان لیا ہے کہ:

-1 تعلّم کیا ہے؟
-2 تعلّم کن طریقوں سے حاصل ہوتا ہے؟
-3 تعلّم کے قوانین کیا ہیں؟ اور
-4 تعلّم کی شرائط اور اس پر اثر انداز ہونے والے عوامل کیا ہیں؟

ماہرینِ نفسیات نے تحقیق کر کے تعلّم کے عمل کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے یہ جاننے کی کوشش بھی کی ہے کہ تعلّم کس طرح واقع ہوتا ہے؟ سیکھنے کا عمل کس طرح جاری وساری ہوتا ہے؟ مہیجات اور ردّعمل (جواب) میں تعلق کیسے قائم ہوتا ہے؟ کیا صرف بیرونی عوامل ہی فرد کے تعلّم پر اثر انداز ہوتے ہیں؟ ایسے بے شمار سوالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہرینِ نفسیات نے اپنی تحقیقات جاری رکھیں۔ ان ماہرین کی تحقیق اور جستجو کے نتیجے میں دو طرح کے نظریات وجود میں آئے جو درج ذیل ہیں:

☆ کرداریت کا نظریہ تعلّم

☆ وقوفی نظریۂ تعلم

کرداریت کا نظریۂ تعلم (Behaviouristic Theory of Learning): کرداریت کے حامی اور ماہر افراد کے نزدیک تعلم کو فرد کے ظاہری کردار میں تبدیلی کی صورت میں سمجھا اور بیان کیا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ فرد کے تعلم کو صرف اس انداز سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ ظاہری طور پر کیا افعال و اعمال انجام دیتا ہے۔ اس کی شخصیت میں کیا فعلیاتی اور ظاہری تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ وہ تعلم کو 'مہیج' اور اس کے 'جواب' یا 'ردِعمل' کے درمیان گہرے تعلق کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ فرد کا ہر عمل (فعل) اس 'مہیج' کے ساتھ مشروط ہو جاتا ہے اور جب وہ مہیج بار بار فرد پر اثر انداز ہوتا ہے تو فرد کی جانب سے ادا کردہ 'ردِعمل' میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح فرد کا یہ ردِعمل اس کے کردار میں مستحکم اور مستقل تبدیلی کا باعث بن جاتا ہے۔

کرداریت کے حامی ماہرین کا خیال ہے کہ فرد کے تعلم کو صرف اس کے ظاہری عمل سے پہچانا جا سکتا ہے۔ ان کی رائے ہے کہ جب دو تجربات یا واقعات ایک وقت میں وقوع پذیر ہوتے ہیں تو دونوں واقعات اور تجربات میں ایک طرح کا ربط و تعلق قائم ہو جاتا ہے۔ اگر یہی واقعات و تجربات بار بار وقوع پذیر ہوتے رہیں تو وہ مستقبل ربط کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ بعد ازاں اگر صرف ایک واقعہ یا مہیج وارد ہو تو اس کے جواب میں دوسرا واقعہ یا ردِعمل ظاہر ہو جاتا ہے۔ 'مہیج' اور 'جواب' کے اس تعلق کو ماہرینِ نفسیات 'تشریط' کا عمل کہتے ہیں۔

کرداریت کے نظریات میں درج ذیل ذیلی نظریات شامل ہیں:

i- نظریۂ ربط (اسے تھارن ڈائیک (Thorndike) نے پیش کیا تھا۔)
ii- کلاسیکی تشریط (پاؤلوو (Pavlov) نے یہ نظریہ پیش کیا تھا۔)
iii- فعلیاتی تشریط (سکنر (Skinner) اس نظریہ کو سامنے لایا تھا۔)

وقوفی نظریۂ تعلم (Cognitive Theory of Learning): اس نظریہ کے حامل ماہرینِ نفسیات کے نزدیک تعلم کی بنیاد ظاہری عمل کے برعکس فرد کی وقوفی کیفیات ہیں۔ مثلاً ذہنی صلاحیتیں، جذباتی رجحانات، فہم و ادراک وغیرہ اس امر کا تعین کرتے ہیں کہ وہ کسی 'پیش آمدہ مہیج' کا 'جواب' کس صورت میں دیں۔ اس نظریہ کے ماہرین فرد کی سوچ اور فکر، رجحانات، جواب دینے کی استعداد کو تعلم کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ فرد کی سوچ اور فکر میں جو تبدیلی رونما ہوتی ہے، وہ فرد کے ظاہری کردار کو متاثر کرتی ہے۔ یعنی فرد کا ظاہری کردار اس کی کیفیت کا مظہر ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ فرد سیکھنے کے عمل میں اپنے پورے ماحول پر غور کرتا ہے۔ ماحول میں موجود تمام مہیجات اور واقعات میں اپنی ذہنی فکر اور استعداد کے مطابق ربط قائم کرتا ہے اور درپیش مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اس مربوط ذہنی کاوش کو زیرِ عمل لاتا ہے۔

یوں ان کے نزدیک صرف ایک 'مہیج' اور اس کے 'جواب' کے درمیان براہ راست تعلق کو تعلم نہیں کہہ سکتے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ فرد، ماحول سے ان ہی مہیجات پر توجہ دیتا ہے جو اس کے مقصد کو حاصل کرنے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ وہ ضروری اور کارآمد مہیجات کو منتخب کر کے باقی کو رد کر دیتا ہے۔ اس 'انتخاب مہیجات' یا 'ردِ مہیجات' میں فرد کی وقوفی صلاحیتیں اور ذہنی عمر اہم کردار ادا کرتی ہیں، کیونکہ باطنی صلاحیتوں اور ذہنی فکر کا تعلق 'وقوف' سے ہے، اسی لیے نظریہ کو 'وقوفی' نظریۂ تعلم کا نام دیا گیا ہے۔ ان ماہرین کے نزدیک اصل تبدیلی فرد کی 'فکر' اور 'باطنی اعمال' میں آتی ہے جو فرد کے ظاہری کردار کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ سو تعلم ایک باطنی عمل ہے اور ظاہری افعال اس کا عکس ہیں، اس لیے ظاہری کردار، باطنی تبدیلی کے بغیر ممکن نہیں۔

وقوفی نظریات کے حامل ابتدائی ماہرین کوفکا (Kofka)، کوہلر (Kohler) اور ورتھیمر (Wertheimer) تھے۔ اس کے علاوہ ژاں پیاجے برونر، وگوٹسکی (Vigotsky)، اوسوبیل (Ausubel)، رابرٹ گانے (Robert Gagne) کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں سے اہم نظریات کے نام یہ ہیں:

i- گیسٹالٹ (Gestalt) کا نظریۂ تعلم
ii- معلومات کے تجزیے کا نظریہ
iii- بصیرت کا نظریۂ تعلم
iv- علمی ساخت کا نظریۂ تعلم

☆☆☆☆☆

ٹیکسٹ بک کی مکمل حل شدہ آزمائشی مشق

کثیرالانتخابی سوالات (Multiple Choice Questions)

☐ **ہر سوال کے دیئے ہوئے چار ممکنہ جوابات میں سے درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔**

(i) تعلم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں کس قسم کی ہوتی ہیں؟
(الف) نفسی حرکی یا جذباتی (ب) عارفی نوعیت کی (ج) **مستقل نوعیت کی ✓** (د) طبعی قسم کی

(ii) تعلم سے فرد میں:
(الف) بیشمار جذباتی کیفیات رونما ہوتی ہیں (ب) **مستقل قسم کی کرداری تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں ✓** (ج) معاشی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں (د) بہت سی عادات جنم لیتی ہیں

(iii) بچہ صرف وہی کچھ:
(الف) سیکھتا ہے جس کی وہ خواہش رکھتا ہے (ب) سیکھتا ہے جو اُسے سکھایا جائے (ج) سیکھتا ہے جو گھر کے ماحول میں ہوتا ہے (د) **سیکھتا ہے جو ارد گرد کے ماحول میں ہوتا ہے اور مہیج کی صورت میں اُس کے کردار پر وارد ہوتا ہے ✓**

(iv) تعلم سے فرد میں ایسی استعداد پیدا ہوتی ہے جو اُسے مسائل کو:
(الف) تجربے کے ذریعے سمجھنے میں مدد دیتی ہے (ب) صرف جاننے میں مدد دیتی ہے (ج) **سمجھنے اور انہیں حل کرنے میں مدد دیتی ہے ✓** (د) دور کرنے میں مدد دیتی ہے

(v) کرداریت کے نظریات کے ایک ذیلی نظریے یعنی نظریہ ربط کو درج ذیل میں سے کس نے پیش کیا؟
(الف) سکنر (ب) پاؤلوف (ج) واٹسن (د) **تھارن ڈائیک ✓**

مختصر سوالات و جوابات

(Short Questions & Answers)

☆ **مختصر سوالات کے جوابات لکھیں۔**

سوال 1: طبعی تبدیلی سے متعلق دو مثالیں لکھیں۔
جواب: (i) زوردار آواز سن کر ڈرنا۔ (ii) حروف پہچان کر موزوں الفاظ نکالنا۔

سوال 2: تجربہ سے کیا مراد ہے؟
جواب: فرد میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلی "تجربہ" کہلاتی ہے۔ بعض تبدیلیاں عارضی، بعض مستقل نوعیت کی ہوتی ہیں۔

سوال 3: تعلم کی تعریف کریں۔
جواب: ایسا عمل جس کے ذریعے ماحول میں پیش آنے والے تجربات کی وجہ سے فرد کے کردار میں مستحکم اور مستقل تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں جو فرد کو اپنے ماحول میں مناسب انداز سے اپنا کردار انجام دینے اور پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے قابل بنا دیتی ہیں۔

سوال 4: تعلم کی چار شرائط یا عوامل تحریر کریں۔
جواب: (i) آمادگی (ii) تحریک (iii) دلچسپی (iv) توجہ

سوال 5: تحریک سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسی داخلی کیفیت جو فرد میں لگن، خواہش، رجحان، احتیاج اور جذبہ و حوصلہ پیدا کرتی ہے۔

سوال 6: مہیج سے کیا مراد ہے؟

جواب: مستقل قسم کی رونما ہونے والی تبدیلیوں کا سبب ایک خاص قسم کا عمل ہے، یہ عمل مہیج کہلاتا ہے۔

سوال 7: تعلّم کے طریقے تحریر کریں۔

جواب: (i) تعلّم بذریعہ سعی و خطا (ii) تعلّم بذریعہ تقلید (نقل) (iii) تعلّم بذریعہ بصیرت (iv) تعلّم بذریعہ عمل

سوال 8: تعلّم بذریعہ سعی و خطا کی ایک مثال لکھیں۔

جواب: بچہ سائیکل چلانا چاہتا ہے۔ وہ بار بار اُس پر سوار ہونے کی کوشش کرے گا۔ پیڈل پر پاؤں رکھے گا۔ سیٹ پر بیٹھنے کی کوشش کرے گا لیکن گر پڑے گا۔ وہ بار بار کے عمل سے سمجھے گا کہ جب تک وہ صحیح طور پر سائیکل کو بیلنس نہیں کرے گا، تب تک وہ سائیکل چلانا نہیں سیکھ سکتا۔

سوال 9: تعلّم بذریعہ نقل (تقلید) کے اقدامات تحریر کریں۔

جواب: (i) کسی کام کو ہوتے ہوئے دیکھنا۔ (ii) کام کو دہرانے کی کوشش کرنا۔
(iii) ناکامی کی صورت میں غلطی کا ادراک کرنا۔ (iv) غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔ (v) کام کو انجام دینا۔

سوال 10: بصیرت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسا عمل جس میں فرد اپنے سابقہ علم، مہارت یا صلاحیت کی بناء پر اپنی شعوری کوشش سے درپیش مسائل کو فوری حل کرنے کی استعداد حاصل کر لیتا ہے۔

سوال 11: تھارن ڈائیک کے پیش کیے گئے قوانین تعلّم تحریر کریں۔

جواب: (i) قانونِ آمادگی (ii) قانونِ مشق (iii) قانونِ تاثیر

سوال 12: آمادگی کا مفہوم واضح کریں۔

جواب: فرد وہی کچھ سیکھتا ہے جس کے لیے وہ آمادہ ہو۔ آمادگی کسی کام کے لیے گرمانے کے عمل کا کام دیتی ہے۔

سوال 13: قانونِ تاثیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس قانون سے یہ مراد ہے کہ تعلّم کے سلسلے میں کام کرنے والے پر جیسے اثرات مرتب ہوں گے، تعلّم بھی ویسا ہی ہوگا۔

سوال 14: دلچسپی میں کون سی چیز سب سے اہم ہے؟

جواب: کسی کام میں تسکین اور فرحت کا احساس دلچسپی میں سب سے اہم چیز ہے۔

سوال 15: تعلّم کے بامعنی ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: افراد وہ چیزیں بآسانی سیکھتے ہیں یا سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جو اُن کے نزدیک معنی رکھتی ہوں۔

سوال 16: کرداریت کے نظریات میں ذیلی نظریات کون سے ہیں؟

جواب: (i) تھارن ڈائیک کا نظریہ ربط (ii) پاؤلوو کا کلاسیکی نظریہ (iii) سکنر کا فعلیاتی تشریط کا نظریہ

سوال 17: وڈورتھ نے تعلّم کی کیا تعریف کی ہے؟

جواب: وڈورتھ کہتا ہے تعلّم سے مراد کوئی نئی چیز سیکھنا ہے بشرطیکہ نئی سیکھی ہو۔ فعالیت سیکھنے والے کے کردار کا ایسا جزو بن جائے کہ وہ آئندہ زندگی میں بھی اس کا اظہار کرتا رہے۔

سوال 18: گیسٹالٹ کا نظریہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: گیسٹالٹ کے معنی نمونہ یا شکل کے ہیں۔ گیسٹالٹ کے نظریہ کے مطابق اگر کسی نمونہ یا شکل کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اُس کے اجزاء کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کرکٹ میچ دیکھ لے تو وہ بیٹنگ، باؤلنگ اور فیلڈنگ کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

سوال 19: قانونِ مشق سے کیا مراد ہے؟

جواب: تعلّم کے قانونِ مشق سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی عمل میں مہارت حاصل کرنے کے لیے جتنی زیادہ محنت اور کوشش کی جائے گی تعلّم اُتنا ہی فائدہ مند اور دیرپا ہوگا۔

سوال 20: تعلّم بذریعہ عمل کی وضاحت کریں۔

جواب: تعلّم بذریعہ عمل کا اظہار اس طرح سے دیکھا جا سکتا ہے کہ فرد عملی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لے جیسے رائٹر مسلسل لکھے گا تو تحریر میں پختگی نظر آئے گی۔ خطاط الفاظ کو مکمل اور متناسب شکل اُسی وقت دے پائے گا جب لکھنے کا عمل مہارت کی حدود میں داخل ہو جائے گا۔ ☆☆☆